اسلام اور عیسائیت

محمد اسلم صدیق☆

صلیبی افواج کے زیر تسلط عراق میں مشنری سرگرمیاں

تیسرے ہزاریہ میں اُمتِ مسلمہ کو درپیش چیلنجوں کی تعداد روز افزوں ہے۔ ان میں سے خطرناک چیلنج امریکہ کا 'نیو ورلڈ آرڈر' ہے۔ اس نظام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے وہ اپنی تہذیب و ثقافت اور اپنی تمام معاشرتی بیماریوں کو جو مغربی معاشرہ کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہیں، تمام تہذیبوں میں داخل کرنا چاہتا ہے!!

سوویت یونین کے سقوط کے بعد اسلام ہی اس کے راستہ کا سب سے بڑا پتھر ہے۔ جس کو ہٹانے کے لئے ۲۰ویں صدی کی چھٹی دہائی میں باقاعدہ عملی کاوشوں کا آغاز ہوا اور ۱۹۶۵ء میں دوسری مسکونی کانفرنس میں یہ منصوبہ بنایا گیا کہ تیسرے ہزاریہ کا استقبال اس حال میں کیا جائے کہ اسلام دنیا کے نقشے سے مٹ چکا ہو۔ اس کنونشن میں طے پایا کہ تمام چرچز کو کیتھولک روما کے تحت ایک ہی صف میں دشمن کے خلاف متحد کیا جائے اور کنونشن میں اسلام کو اپنا واحد دشمن قرار دیا گیا۔ نیز یہ طے کیا گیا کہ ۲۰ ویں صدی کی آٹھویں دہائی میں بائیں بازو کی قوتوں کا قلع قمع کیا جائے گا اور ۹۰ کی دہائی میں اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا۔

اس کے بعد ۱۹۷۸ء میں امریکہ کے شہر کولوراڈو میں ایک اور کانفرنس منعقد ہوئی جس میں عیسائیوں کے ۱۵۰/ ایسے پادری شریک ہوئے جو تنصیری سرگرمیوں میں سپیشلسٹ تھے۔ اس کانفرنس میں ۴۰/ مقالے پیش کئے گئے، جن کا مشترک موضوع یہی تھا کہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے کیا طریقہ ہائے کار اختیار کئے جائیں؟

پورے ایشیا کو امریکی استعمار کے تحت لانے کے لئے ۱۲/ دسمبر ۲۰۰۲ء کو واشنگٹن کے ایک تھنکر ز فورم کے سامنے امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے ایک منصوبہ پیش کیا جس کو 'امریکی مشرقِ وسطی شراکت برائے جمہوریت و ترقی' کا ایک پرفریب نام دیا گیا۔

اس منصوبہ میں ایشیا اور خصوصاً عرب ممالک کو دہشت گردوں کا اصل گڑھ قرار دیا گیا اور خاص طور پر جمہوری اقدار کے فقدان، آبادی میں غیر منظم اضافہ اور 'فاسد' نظامِ تعلیم کو اس نام نہاد

☆ خریج جامعہ لاہور الاسلامیہ، رکن شعبۂ ترجمہ مجلس التحقیق الاسلامی

www.KitaboSunnat.com

دہشت گردی کی جڑ قرار دیا گیا۔ اور اس مزعومہ مرض کے لئے جو علاج تجویز کیا گیا، وہ امریکہ کی استعماری سوچ کا واضح آئینہ دار ہے کہ مختلف عرب ممالک میں ایسے تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں جو مغربی اقدار پر مبنی امریکی نظام تعلیم کے حامل ہوں اور ان اداروں کے اساتذہ امریکی جامعات کے تربیت یافتہ ہوں۔ پھر مغربی تہذیب میں رنگی ہوئی اس پود کو اہم سیاسی و حکومتی عہدوں پر پہنچنے میں مدد دی جائے تاکہ مستقبل میں وہ امریکی پالیسیوں کے کل پرزے بن سکیں۔

نیز امریکی وزارت خارجہ کی زیر نگرانی امریکی کتب کا ترجمہ کرکے خطے کے مرکزی اداروں تک پہنچایا جائے اور طے شدہ پروگرام کے تحت ان ممالک کے زیادہ سے زیادہ افراد کو امریکہ میں سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی تربیتی کورس کروا کر واپس ان کے ملک بھیجا جائے۔ عرب خواتین کو سیاسی اور اقتصادی خصوصاً پارلیمنٹ میں نمایاں نمائندگی کے لئے کمیشن اور کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔ واضح رہے کہ اس منصوبہ کو ۲۰۰۶ء تک مکمل کرنے کے لئے ۲/ارب ڈالر کا بجٹ مختص ہوا ہے۔

اس پروگرام کو نافذ کرنے کے لئے خطے کے ممالک کو چار گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

① سعودی عرب اور مصر کی حکومتوں سے تعرض نہ کرتے ہوئے اُنہیں امریکہ کی زیر نگرانی مندرجہ بالا اصلاحات کو خود نافذ کرنے کا پابند بنایا جائے گا۔ عراق، شام، لیبیا اور ایران جیسے ممالک میں عسکری قوت کے بل بوتے ان اصلاحات کو نافذ کیا جائے گا۔

عراق پر قبضہ اس استعماری تسلسل کا نقطہ آغاز تھا۔ اب اس کے بعد شام، لیبیا اور ایران پر جارحیت کے لئے منصوبہ سازی ہو رہی ہے۔

② بحرین، کویت، مراکش اور تیونس وغیرہ جیسے جو ممالک ان اصلاحات پر عمل پیرا ہیں، اُنہیں دیگر ممالک کے لئے بہترین مثال بنایا جائے گا۔

③ قطر، اُردن اور یمن جیسے ممالک جو عملاً امریکہ کے حلیف بن چکے ہیں، وہ ہر امریکی پروگرام کو نافذ کرنے کے پابند ہوں گے۔ وہ اندرونی معاملات یا قومی مختاری میں مداخلت جیسی اصطلاحوں کو آڑ نہیں بنا سکتے۔☆

ان تمام مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے مغربی طاقتوں نے ایک طرف عسکری میدان

☆مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: 'عالم اسلام کیلئے امریکی منصوبے' از عبدالغفار عزیز، ترجمان القرآن، مارچ ۲۰۰۳ء
منصوبے کے مکمل متن کے عربی ترجمہ کے لئے ملاحظہ ہو: ویب سائٹ www.closboa.com

www.KitaboSunnat.com

سجایا۔ جس کا مقصد مسلمانوں کے تمام وسائل پر قبضہ کے ذریعے دنیا پر عملاً حکمرانی کا راستہ ہموار کرکے مغربی تہذیب کو تمام دنیا پر غالب کرنا تھا۔ پھر اس عسکری برتری کی چھتری تلے مشنری اداروں اور این جی اوز کا جال پھیلایا، جس کا کام عسکری جارحیت زدہ مفلوک الحال مسلمانوں کو تعلیم، صحت، خوراک ، لباس اور انسانی ہمدردی کے پس پردہ مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنا اور مقدس تبلیغ کے ذریعے مسلمانوں کو عملاً عیسائی بنانا تھا۔

تنصیری تحریک اور اس کے مشنری اداروں کا یہ کردار اب کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ مغربی جامعات میں متعدد تحقیقی مقالے اسی حقیقت کا بین ثبوت ہیں!!

۱۹۷۶ء میں سوئٹزرلینڈ میں شمباسی Chambasy کے مقام پر ورلڈ کانگریس آف جنیوا اور اسلامک فاؤنڈیشن لسٹر کے تحت جو کرسچین مسلم مشاورت ہوئی تھی، اس کے اعلامیہ کا یہاں تذکرہ مناسب رہے گا، جس میں مشنری اداروں کے اس گھناؤنے کردار کا اعتراف چوٹی کی عیسائی مشنری قیادت نے ان الفاظ میں کیا تھا:

"مسیحی شرکا اپنے مسلمان بھائیوں سے ان زیادتیوں پر ہمدردی کا اعلان کرتے ہیں جو مسلم دنیا کے ساتھ نوآباد کاروں اور ان کے شرکاے جرم کے ہاتھوں ہوئی ہیں۔ کانفرنس آگاہ ہے کہ مسلم عیسائی تعلقات بے اعتمادی، شبہات اور خوف سے متاثر ہوئے ہیں۔ اپنی مشترکہ بھلائی کے لئے تعاون کرنے کے بجائے مسلمان اور عیسائی ایک دوسرے سے اجنبی اور علیحدہ رہے ہیں۔ استعمار کی ایک صدی کے بعد جس کے دوران بہت سے مشنریوں نے جانتے بوجھتے یا لاعلمی میں نوآبادیاتی طاقتوں کے مفادات کی خدمت کی، مسلمان عیسائیوں سے تعاون میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں جن سے وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کے آلہ کار کے طور پر لڑے۔ گو کہ ان تعلقات میں نیا ورق اُلٹنے کا وقت یقیناً آ گیا ہے، لیکن مسلمان اب بھی قدم اٹھاتے ہوئے رکتے ہیں، کیونکہ مسیحی اداروں کے بارے میں ان کے خدشات موجود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ بہت سی مسیحی مشنری خدمات کو آج بھی ناپسندیدگی کا حامل قرار دیا جاتا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی جہالت، تعلیم، صحت، ثقافتی اور معاشرتی خدمات کی ضرورت، مسلمانوں کے سیاسی بحران اور دباؤ، ان کی معاشی محتاجی، سیاسی تقسیم، عمومی کمزوری اور زد پذیری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مقدس تبلیغ کے علاوہ دوسرے طریقوں سے بھی عیسائی آبادی میں اضافہ کیا۔ ان میں سے بعض خدمات کے بارے میں حال ہی میں معلوم ہونے والی اس بات نے کہ ان کے رابطے بڑی طاقتوں کی خفیہ ایجنسیوں سے ہیں، پہلے سے موجود خراب صورتِ حال کو مزید خراب کردیا ہے۔ کانفرنس خدمات کے اس طرح

www.KitaboSunnat.com

کے غلط استعمال کی سختی سے مذمت کرتی ہے۔ (کانفرنس کی روداد، جلد IXV، اکتوبر ۱۹۷۶ئ)

(تعلیم اور سامراجی یلغار، از پروفیسر خورشید احمد، ترجمان القرآن اپریل ۲۰۰۳ئ)

اس اعلامیہ سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک طرف مشنری تحریک مسلمانوں سے مشنری اِداروں کی طرف سے کی گئی زیادتیوں پر ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے برادرانہ تعلقات کی خواہاں ہے، تاکہ منافقت کے اس پردہ میں زیادہ مؤثر انداز میں اپنے مقاصد کو بروئے کار لایا جاسکے اور دوسری طرف وہ برملا اپنی مشنری سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔

آج ایک دفعہ پھر مغربِی سامراج دنیا کے وسائل پر قبضہ کے ذریعہ پوری دنیا خصوصاً مسلم ممالک پر عملاً حکمرانی اور اپنی تہذیب کو غالب کرنے اور عظیم تر اسرائیل کے منصوبے کو پروان چڑھانے کے لئے اپنے تمام لاؤ لشکر میدان میں اُتار کر دوبارہ صلیبی جنگوں کا آغاز کرچکا ہے۔ پہلے وسطی ایشیا کے قدرتی وسائل کی طرف ہاتھ بڑھانے کے لئے افغانستان کے لاکھوں بے گناہ افراد پر قیامت بپا کی گئی۔ پھر عراق جو سعودی عرب کے بعد دنیا کے سب سے بڑے تیل ذخائر کا حامل ہے، جس کی مقدار تقریباً ۱۲۰۰/ ارب بیرل ہے، ان ذخائر پر قبضہ کرلیا۔ جس میں دیگر مالی مفادات کے علاوہ معروف تحقیقاتی رپورٹ رابرٹ ڈرینس کے بقول یہ مفاد بھی پیش نظر تھا کہ ''اگر ہم عراق پر قبضہ کرلیں تو قطر و بحرین پر قبضہ کے بعد سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات پر قبضہ آسان ہو گا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے عراق میں آتش و آہن کی بارش میں لاکھوں بے گناہ جانوں کو آگ اور خون کا غسل دیا گیا۔ ۳۲ دن تک جدید ترین اسلحہ، کروز اور ڈیزی کٹر جیسے ہلاکت خیز بموں سے خونِ مسلم کی ارزانی کی سقوطِ بغداد کی تاریخ ایک دفعہ پھر دہرائی گئی۔ اور اب ایسے تمام ممالک کو انجامِ بد سے دوچار کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں جو امریکی اور برطانوی سامراج کے مقاصد کے سامنے مزاحم ہوسکتے ہیں۔

مغربِی تہذیبی یلغار کو زیادہ مؤثر کرنے اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے اس عسکری محاذ کی چھتری تلے ایک فکری محاذ بھی افریقہ اور ایشیا کے ترقی پذیر ممالک میں اپنے گھناؤنے اقدامات میں پوری تندہی کے ساتھ سرگرم ہے۔ دونوں محاذوں کے تھنک ٹینکس کے آپس میں گہرے روابط ہیں۔ جہاں عسکری یلغار ہوتی ہے وہاں فوراً بعد فکری یلغار کا آغاز کردیا جاتا ہے۔

مشنری سرگرمیاں؛ مقبوضہ عراق میں

محدث کے شمارہ جنوری ۲۰۰۴ء میں افریقہ میں مشنری سرگرمیوں کی ایک تفصیلی رپورٹ

www.KitaboSunnat.com

پیش کی گئی تھی۔ اس مضمون میں عراق میں مسلم تہذیب کو انجام تک پہنچانے کے لئے عیسائی مشنری تحریک کے کردار کو زیر بحث لایا جارہا ہے کہ وہ کس طرح انسانی ہمدردی اور دادرسی کے پردہ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا گھناؤنا کھیل رہی ہیں۔ اور کس طرح بڑے بش کی بات کو عملی جامہ پہنایا جارہا ہے جو اس نے ۱۹۹۱ء میں امریکی عراقی جنگ میں کہی تھی کہ ''اب عراق کی راکھ پر ایک نئی تہذیب کی بنیاد رکھی جائے گی۔''

درج ذیل معلومات سعودی عرب سے شائع ہونے والے عربی ہفت روزہ 'الدعوۃ' [شمارہ مئی، جون ۲۰۰۳ء] کے واشنگٹن اور قاہرہ کے نمائندگان کی رپورٹوں سے ماخوذ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا منصوبہ عراق پر اتحادی یلغار کے منصوبے کے ساتھ ہی طے پا گیا تھا۔ اور عراق پر اتحادی افواج کے غاصبانہ تسلط سے قبل تنصیری تنظیمیں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے عراقی حدود پر منتظر کھڑی تھیں کہ شاید وہ کفرواسلام کے اس معرکہ میں کامیاب ہوجائیں، جہاں ڈیزی کٹر بم ناکام ہوگئے ہیں۔ عراقی حدود پر مشنری تنظیموں کی اس قدر بھرپور تیاری یہ ظاہر کرتی تھی کہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے فکری یلغار کی منصوبہ بندی بھی عسکری یلغار کی طرح پہلے سے ہی کرلی گئی تھی، تاکہ آتش وآہن کی جنگ کے فوراً بعد عقیدہ وایمان کی جنگ کا آغاز کیا جاسکے اور عسکری، اقتصادی اور فکری تمام محاذوں پر مسلمانوں کو امریکہ کا دستِ نگر بننے پر مجبور کردیا جائے۔ انسانی ہمدردی اور مصیبت زدہ معاشرہ کی دادرسی کے پردہ میں یہ مشنری تنظیمیں مسلمانوں کو حلقہ بگوشِ عیسائیت کرنے کا گھناؤنا کردار ادا کررہی ہیں۔ انہی میں سے بعض تنظیموں نے اپنے اوپر اقوامِ متحدہ کے نام کا خول بھی چڑھا رکھا ہے۔

جذبہ ہمدردی اور انسانی دادرسی کے پردہ میں عراق کو عیسائی اسٹیٹ بنانے کی سازش

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں عیسائی فرقہ پروٹسٹنٹ کی ایک متعصب اور بنیاد پرست تنظیم 'سانٹ مارٹن بورسن' کے سربراہ فرینکلن گراہم نے اتحادی افواج کے عراق پر حملہ سے قبل انٹرنیٹ ویب سائٹ پر اس بات کا برملا اظہار کردیا تھا کہ ہماری تنظیم عراق میں داخل ہونے کے لئے سرحدوں پر کھڑی کسی موقع کی منتظر ہے۔ امریکی ویب سائٹس کے مطابق گراہم ایک مذہبی آدمی ہے جو ہر وقت مسلمانوں کے درمیان فتنہ اور شرانگیزی کے لئے سرگرم رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خود مسیحیوں کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ ایک انتہا پسند مذہبی آدمی ہے جس نے گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد اسلام اور مسلمانوں کو شدید تنقید اور سب وشتم کا نشانہ بنایا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اس نے تنظیم کے ہیڈ کوارٹر 'بون' جو کہ متحدہ امریکہ کی ریاست ساؤتھ کیرولینا South Carolina کا ایک مشہور شہر ہے، سے ریڈیو سٹیشن سے ان خیالات کا اظہار کیا:

''ہمارے مشنری گروپ تنصیری مہم کی سرپرستی کے لئے عراق کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں، جن کا مقصد عراق پہنچ کر عراقیوں کو بچانا ہے اور عیسائی ہونے کے ناطے ہم یہ کام یسوع مسیح ؑ کے نام پر کر رہے ہیں۔'' اس نے مزید یہ کہا کہ

''میرا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ جب ہم اپنے کام کا آغاز کردیں گے تو عنقریب خدا ہمیں ضرور ایسے مواقع فراہم کرے گا کہ ہم دوسروں کو خدا کے بیٹے یسوع مسیح کے بارے میں بتا سکیں۔''

اس نے بارہا دفعہ یہ کہا کہ

''اسلام امن و سلامتی نہیں، بلکہ تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔''

گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ کے دو ماہ بعد ٹیلیویژن چینل NBC پر گفتگو کرتے ہوئے اس نے کہا: ''اسلام ایک فسادی اور شریر مذہب ہے۔''

امریکی قیادت، خصوصاً صدر جارج بش کے ساتھ بھی فرینکلین گراہم کا گہرا رابطہ ہے۔ ان کے مختلف پروگراموں میں یہ باقاعدہ شریک ہوتا ہے۔ ایک امریکی عہدہ دار نے ایک نیا عہدہ سنبھالنے پر پارٹی دی تو فرینکلین گراہم نے اس کے اختتام پر دعا کروائی۔

جنگ سے قبل اس تنظیم کے ایک رکن ہیفنگیز بشت کندی نے کہا تھا کہ

''ایک مشنری گروپ عموماً سات افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ جبکہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے اندر اور باہر اس تحریک کے ۱۶ ملین پیروکار موجود ہیں۔ یہ تنظیم ایک عرب ملک میں بہت بڑے گودام کی مالک ہے اور اس نے خیراتی سازوسامان کا ایک بہت بڑا ذخیرہ وہاں جمع کرلیا ہے اور اب وہ اس سامان کو عراق منتقل کرکے عراقی شہروں اور دیہاتوں میں تقسیم کرے گی۔''

اس نے مزید یہ کہا کہ

''ہم اس حقیقت کو چھپانے کی کوشش نہیں کرتے کہ ہمارا ادارہ بلاشبہ ایک مسیحی مشنری ادارہ ہے۔ لیکن کسی اسلامی ملک میں مشنری کام کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ عراق میں موجود مسیحیوں کا ایک بہت بڑا گروہ مستقبل میں ہمارے ساتھ تعاون میں ایک اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔'' رفاہی اُمور کے حوالہ سے ہیفن نے کہا کہ

''ہم بغداد، بصرہ اور عراق کے تمام علاقوں میں پہنچیں گے۔ ہم روزانہ دس ہزار سے زائد افراد کو کھانا مہیا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کئی گروپ وہاں ہمہ وقت نئے نئے محاذ کھولنے کیلئے متحرک ہوں گے۔ جہاں نیا محاذ کھلے گا وہاں فوراً ایک اور مشنری گروپ بھیج دیا جائے گا۔''

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ کا منصوبہ

Islam.com ویب سائٹ نے ذکر کیا ہے کہ دو امریکی مشنری تنظیموں نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہم کئی ایسے گروہ تشکیل دے رہے ہیں جو حالیہ جنگ کے اختتام پر عراق میں داخل ہو کر وہاں کے باشندوں میں دین مسیح کی نشر واشاعت کا فریضہ انجام دیں گے۔

حر نامی ایک مترجم نے کہا کہ

"ہماری ان تنظیموں نے تبشیری لٹریچر کو انگلش سے عربی میں منتقل کرنے کے لئے مترجمین کے متعدد گروہ تشکیل دیئے ہیں اور ایشیا کے کئی ممالک اس تبشیری لٹریچر کا ہدف ہوں گے۔"

ان دونوں تنظیموں نے واشگاف الفاظ میں کہا ہے کہ ہمارا اوّلین مقصد عراقی عوام کو کھانا، رہائش اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرنا اور ۹۸ فیصد مسلم آبادی کے درمیان عیسائیت کی تبلیغ کرنا ہے۔

اوکلوہاما سالانہ معمدانی جنوبی کانفرنس میں شعبہ حادثات کے ڈائریکٹر سام بوٹرن نے اعلان کیا ہے کہ یہ تنظیم عراق میں رفاہی اُمور کی انجام دہی کے لئے ہمہ وقت خدمات انجام دیتی ہے اور یہ انسانیت کی عظیم خدمت کے علاوہ خدا کی محبت کو پھیلانے کا ایک اہم موقعہ بھی ہے۔انٹر نیشنل مشنری کمیٹی جو 'مؤتمر معمدانی جنوبی' کی ذیلی تنظیم ہے، کے ترجمان نے کہا کہ

"آج عراقی باشندوں کی جسمانی ضروریات کے متعلق گفتگو آخر کار عراقی باشندوں کی ہمارے مذہب کے بارے دلچسپی پر منتج ہو گی۔"

اسی حوالہ سے امریکہ میں اسلامی تعلقات عامہ کی کمیٹی کے ترجمان جناب ابراہیم ہارون نے کہا کہ فرینکلین گراہم کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ عراق کے خلاف جنگ دراصل اسلام کے خلاف جنگ ہے۔ انہوں نے عراق میں انسانیت کی خدمت کی کوششوں میں فرینکلین کی شرکت کا یہ کہتے ہوئے انکار کیا ہے کہ

"ایسا شخص جو اسلام کو دین شریر قرار دیتا ہے، اس سے قطعاً خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ عراق کی طرف اس کی توجہ کا مقصد وہاں عیسائیت پھیلانا ہے۔"

سینکڑوں عیسائی مشنری عراقی شہروں میں گھس گئے!

اتحادی قوتوں کے ہاتھوں صدام حسین اور بعث پارٹی کی حکومت کے خاتمہ کے بعد عراق شدید مشکل اور مضطرب حالات سے دوچار ہے۔ سارا نظام اور سرکاری ادارے شکست وریخت کا شکار ہیں۔ ہر طرف اتحادی فوجیں دندناتی پھر رہی ہیں۔اتحادی افواج اپنے تمام تر دعوؤں

کے باوجود تاحال قیامِ امن میں ناکام رہی ہیں، اُلٹا عراقی عوام کو صدام سے نجات دلانے کے دعوے کرنے والا امریکہ آج انہیں کے سینوں پر گولیوں کی بارش کررہا ہے۔ اقتصادی اور معاشی حالات انتہائی دگرگوں ہیں۔ ہسپتال اور صحت کے مراکز کی بدترین حالت، لباس، غذا اور صحت کی بنیادی سہولتوں سے محرومی نے عراق کے اجتماعی حالات کو بدترین بنادیا ہے۔

تنصیری گروہ جو سقوطِ بغداد سے قبل اور بعد اس پوری صورتِ حال کی مسلسل نگرانی کررہے تھے اورانہوں نے سقوطِ بغداد سے قبل ہی انسانی ہمدردی اور دادرسی کے پردہ میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے عراق میں داخل ہونے کے تمام سامان مکمل کرلئے تھے۔ اب وہ دھڑا دھڑ عراق میں داخل ہو رہے ہیں۔ اب وہ حکومتی اہلکاروں سے برملا کہتے ہیں کہ ہم عراقی باشندوں کو عیسائی بنانے جارہے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تمام پروٹسٹنٹ تنظیموں نے اب اپنے اس خبثِ باطن کو ننگا کردیا ہے۔

اس کا اندازہ فرینکلین گراہم کے اس بیان سے کیا جاسکتا ہے کہ

"امریکی اور برطانوی افواج کے غلبہ کے بعد ہمارا تنصیری عمل بڑی تیزی سے شروع ہوچکا ہے"

اس نے واضح الفاظ میں کہا:

"ہماری تنصیری جدوجہد کا ابھی یہ پہلا مرحلہ ہے۔ اب ہمیں کوئی اس کام سے روک نہیں سکتا۔ اب ہمیں کسی کے سامنے کوئی وضاحت پیش کرنے کی ضرورت ہے، نہ ہم امریکی اور برطانوی افواج کے محتاج ہیں۔"

پروٹسٹنٹ فرقہ کی دو بہت بڑی تنظیموں 'مؤتمر معمدانی جنوبی' اور 'سانٹ مارٹن بورسن' کے علاوہ کئی دیگر مشنری تنظیموں نے عراق میں پھیلی ہوئی سیاسی اور اقتصادی ابتری، غربت، بیماری، شدتِ بھوک اور پیاس میں بلکتے بچوں کے والدین کی بے بسی جیسی صورت حال سے فائدہ اٹھا کر انسانی ہمدردی کی آڑ میں عراقی باشندوں کو عیسائی بنانے کا گھناؤنا عمل انتہائی تیز کردیا ہے۔

اس کے علاوہ عراق کے پروٹسٹنٹ، آرتھوڈکس اور کیتھولک چرچز بھی تبشیری سرگرمیوں میں نہایت تندہی سے مصروفِ عمل ہیں۔

تبشیری سرگرمیوں میں مصروفِ عمل تین گروہ

اس وقت جو عیسائی تنظیمیں، مشنری ادارے اور این جی اوز مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں سرگرمِ عمل ہیں، ان میں بنیادی طور پر تین طرح کے لوگ شامل ہیں:

www.KitaboSunnat.com

پہلی قسم: ان فوجیوں پر مشتمل ہے جو اتحادی افواج کے ٹینکوں پر سوار ہو کر عراق میں داخل ہوئے۔ انہیں امریکی اور برطانوی قیادت وسیادت کی حمایت اور پشت پناہی حاصل ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی قیادت مؤتمر معمدانی جنوبی اور فرینکلین گراہم انسٹیٹیوٹ کررہا ہے۔

دوسری قسم: ان تنصیری اداروں پر مشتمل ہے جنہیں عراق میں مقیم مسیحی اقلیت کی پشت پناہی حاصل ہے، خصوصاً بصرہ اور کرکوک کے علاقے جو عیسائی فرقہ آشوریہ' کا مرکز ہیں۔ ترکمانیوں سمیت ان کی تعداد ۵ فیصد سے زائد نہیں ہے اور یہ لوگ پروٹسٹنٹ، کیتھولک اور آرتھوڈکس مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ انگریزی استعمار انتظامی معاملات کے سلسلے میں ہمیشہ ان پرانحصار کرتا رہا ہے یا ان یہودیوں پر جو عراق میں آباد ہیں۔

۱۹۴۸ء تک ان یہودیوں کی تعداد ایک لاکھ اٹھارہ ہزار سے زائد تھی، جن میں سے ۷۷ ہزار یہودی صرف عراق کے دارالحکومت بغداد میں آباد تھے۔ ملکی معیشت، بنکوں اور مارکیٹ شیئرز پر ان کا تسلط تھا۔ ۱۹۴۸ء میں صہیونی ریاست کے قیام کے بعد یہ لوگ عراق چھوڑ کر چلے گئے۔ صرف گنتی کے چند یہودی باقی رہ گئے تھے جن کی تعداد ۵۰ سے متجاوز نہ تھی۔

تیسری قسم: 'بین الاقوامی چرچز کمیٹی' کی ہے، جو طبی اور غذائی امداد کے پردے میں عیسائیت کا پرچار کررہی ہے۔ عراق کے موجودہ حالات، طبی سہولتوں کی ناگفتہ بہ حالت، بھوک اور پیاس سے بلک بلک کر جان دینے والے بچوں کی کثرت جو پہلے ۸ فیصد تھی، ۲۰۰۲ء کی مردم شماری کے مطابق یہ تعداد بڑھ کر ۳۴ فیصد ہو گئی۔ اس کے بعد اس میں مزید اضافہ ہوا اور صدام حکومت کے خاتمہ کے بعد بچوں کی شرحِ اموات میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ ان تمام حالات سے فائدہ اٹھا کر مشنری ادارے لوگوں کو عیسائی بنانے کی سر توڑ کوششیں کررہے ہیں۔

تنصیری تنظیموں کو درپیش مسئلہ

ایک شدید مشکل جو ان تنصیری اداروں کے لئے سدِ راہ بنی ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ عراق کی ۹۵٪ آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اسلامی بیداری روز بروز بڑھ رہی ہے، سامراج کے تسلط کے خلاف جہادی روح بیدار ہورہی ہے، اسلامی نشاۃِ ثانیہ کی اس لہر نے مساجد کو عراقیوں کا مرکز بنا دیا ہے۔ وہ اپنے دین اور عقیدہ پر فخر کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں انہیں اسلام سے برگشتہ کرنا خاصا دشوار ہے۔ لیکن خطرہ یہ ہے کہ کہیں مسلمان پھوٹ اور انتشار کا شکار نہ

www.KitaboSunnat.com

ہوجائیں اور امریکی اور برطانوی سامراج کی آلہ کار حکومت عراقی عوام پر مسلط نہ ہوجائے۔

عراق کی آبادی ۲۶ ملین سے زائد ہے جن میں ٦٠ فیصد شیعہ اور ۳۵ فیصد سنی ہیں یعنی کل آبادی کا ۹۵ فیصد مسلمان ہیں، باقی پانچ فیصد آشوری اور ترکمان' ہیں۔

عراقی معاشرہ میں ۸۰ فیصد عرب اور ۱۵ فیصد کرد ہیں۔ باقی ترکمان ہیں یا آشوری اور ان کے ساتھ معمولی سی تعداد ارمنوں کی ہے۔ یہ تمام عیسائی گروہ عراق میں حکومت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ارمن انتہائی قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود ۹۸ فیصد عراقی معاشرہ پر حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے استحکام کے لئے آرمینیا سے توقعات وابستہ کئے بیٹھے ہیں۔ آرمینیا کا چرچ عراقی اور ترکی ارمنوں کے استحکام کے لئے برملا اپنا کردار ادا کررہا ہے۔ اسی طرح آشوری بھی اپنی الگ مملکت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ادھر ترکی کی ترکمانوں کے لئے حمایت بھی کسی سے مخفی نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ عراق کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کے منصوبے پر بڑی تیزی سے پیش رفت کررہا ہے۔

اس مذہبی قومی اور علاقائی صورتِ حال نے عراق کے داخلی حالات کو اور زیادہ پیچیدہ اور گھمبیر بنادیا ہے اور چرچز کو ان حالات سے فائدہ اٹھانے کا موقع فراہم کردیا ہے۔

اگرچہ پروٹسٹنٹ، کیتھولک، آرتھوڈکس فرقوں کے درمیان بھی بہت گہرے اختلافات ہیں جس کی وجہ سے وہ باہم برسرپیکار اور دست و گریبان رہتے ہیں۔ لیکن اسلام کے خلاف محاذ آرائی میں یہ باہم متحد ہیں۔ اور بڑے بڑے شہروں میں ادارے قائم کرکے قبضہ کی کوشش جس کا مقصود مذہبی اور قومی تعصّبات کو ہوا دینا ان مشنریوں کے انتہائی خطرناک اور گھناؤنے کردار کی غمازی کرتا ہے۔

درج ذیل ادارے خاص طور پر تبشیری لٹریچر کے ذریعے عیسائیت کا پرچار کررہے ہیں:

'کتابِ مقدس انٹرنیشنل تنظیم': امریکی اخبار 'نیوزویک' نے امریکی چرچز کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے منصوبوں سے پردہ اُٹھایا ہے اور ایک تفصیلی رپورٹ میں کہا ہے کہ اس تنظیم نے عربی زبان میں ۱۰ ہزار پمفلٹ عراق بھیج کر تقسیم کئے ہیں، جن کا عنوان یہ تھا کہ ''یسوح مسیح امن و سلامتی کے علمبردار ہیں۔''

نیز رپورٹ میں یہ بتایا گیا تھا کہ یہ تنظیم مزید ۴۰ ہزار نسخے تیار کرنے کا عزم رکھتی ہے، ان

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ انگریزی زبان میں ان پمفلٹوں کی تعداد ناقابل شمار ہے۔

اس جمعیت نے اپنے ان ذیلی رفاہی اداروں کے نام شائع نہیں کئے جو عراق میں ان کتابوں کی تقسیم کا کام انجام دیں گے۔

'مسیحی متحدہ محاذ': مشہور تنظیم 'مسیحی متحدہ محاذ' کے ترجمان رابرٹ فیزرلین نے کہا کہ

''عنقریب عیسائی مبلغین تک یہ پیغام پہنچ جائے گا کہ وہ مسیحی چرچ کے تحت اپنی مشنری سرگرمیاں انجام دیں گے۔''

اس کا مطلب یہ تھا کہ لفظ تنصیر (لوگوں کو عیسائی بنانا) انتہائی بدنام ہوچکا ہے، لہٰذا ہمیں اس مسئلہ سے نپٹنے کے لئے انتہائی محتاط رہنا ہوگا۔

'انٹرنیشنل تنصیر کمیشن': کمیشن کے ترجمان مارک گیللی نے واضح الفاظ میں یہ کہا کہ

''عراق میں کتاب مقدس کے نسخوں کی ترسیل کا کام عنقریب پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔''

اس سے اس کا اشارہ کمیٹی کی طرف سے عراق میں بھیجے جانے والے خوراک کے ان پیکٹوں کی طرف تھا جن پر کتابِ مقدس کی تعلیمات درج ہیں۔

شمالی عراق کی صورتِ حال

عراقی سرحد پر واقع ترکی کے علاقہ 'شرناق' کے ایک عہدیدار نے مشرقِ وسطیٰ کی خبر رساں ایجنسی کے نامہ نگار کو بتایا کہ حال ہی میں ۸۰۰ مشنری، کرد باشندوں کو عیسائی بنانے کے لئے شمالی عراق میں داخل ہوئے ہیں۔ نیز اس نے بتایا کہ ویٹ کنکمیٹی' نے عیسائی مشنریوں کو شمالی عراق میں منتقل کرنے کے لئے شام کے شہر حلب کو اپنا مرکز بنایا ہے، جہاں ایک بہت بڑا چرچ عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم ہے۔ ترکی ذرائع نے اس حقیقت سے پردہ اُٹھایا ہے کہ ترکی امن فورسز نے عراق، ترکی سرحدی علاقہ میں تورات کے ۱۰۹۸۶ نسخے ضبط کئے ہیں۔ جنہیں شامی سرحد پر واقع ترکی کی ایک بندرگاہ سے عراقی سرحد پر واقع ترکی کے شہر شرناق میں منتقل کرنے کا کام مکمل ہوچکا تھا اور اس کے بعد انہیں شمالی عراق میں پہنچانا مقصود تھا۔

نیز ترکی ذرائع نے وضاحت کی کہ سرحدی شہر سیلوبی سے شمالی عراق کے راستے میں زبور کے نسخوں کی ایک بہت بڑی تعداد قبضہ میں لیگئی ہے۔ ترک ذرائع نے مزید اشارہ کیا کہ ہارون مالول اور دانیال صدوحی جو دراصل اسرائیلی باشندے ہیں، نے ایک ایکسپورٹ کمپنی

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ زبور کے انھی نسخوں کو شرناق اور شرناق سے شمالی عراق منتقل کرنے کا معاہدہ کیا لیکن ترکی کے خفیہ حفاظتی عناصر نے زبور کے ان تمام نسخوں کو ضبط کرلیا اور اس گھناؤنے منصوبہ میں ملوث دونوں اسرائیلی باشندوں کو گرفتار کرلیا۔

عیسائیوں مشنریوں کی منصوبہ بندی اور اسے نافذ کرنے کا طریقہ کار

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ یہ عیسائی مشنری اپنے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے کیسے پلاننگ کرتے ہیں اور پھر اس منصوبہ بندی کو کیسے کارگاہِ عمل میں لاتے ہیں؟

نیوز ایجنسی 'ایسوسی ایٹڈ پریس' نے بتایا کہ تنصیری جماعتوں نے اپنے تئیں یہ دعویٰ کیا ہے کہ

"گیارہ ستمبر کی چیرہ دستیوں اور حالیہ جنگ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے کشیدہ حالات کے باوجود ہم مختلف ذرائع ابلاغ کی مدد سے پہلے ہی مرحلہ میں عراق اور دیگر مسلم ممالک میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کافی حد تک کامیاب رہے ہیں۔"

نیز عیسائی تنظیموں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "آخر کار ہم مختلف مسلم علاقوں میں سینکڑوں مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔" لیکن یہ ابھی دعویٰ ہی ہے، اندرونِ عراق سے کسی صحافی یا میڈیا کے ذرائع نے اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

ایک اور نیوز ایجنسی نے بتایا کہ تنصیری جماعتوں کے ارکان دین اسلام کا بھی بہت زیادہ مطالعہ کرتے ہیں۔ اپنی کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کرتے ہیں، تاکہ زیادہ مؤثر انداز سے مسیحی تعلیمات کو پھیلایا جاسکے۔

اور کئی مشنری تنظیمیں بعض اسلامی تعلیمات کے لبادے میں تبشیری مہم انجام دے رہی ہیں اور تبلیغ کے لئے بالکل وہی انداز اختیار کئے ہوئے ہیں جو مسلمان تبلیغِ اسلام کیلئے کرتے ہیں۔

ان تبشیری تنظیموں نے یہ طے کررکھا ہے کہ جب بھی مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مباحثہ یا مناظرہ کا موقع آئے تو وہ اپنے تنصیری حملوں کو صرف حضرت عیسیٰ کے تذکرہ پر مرکوز رکھیں کہ اسلام بھی عیسیٰ کو بحیثیتِ پیغمبر اور مسیحی مذہب کو بحیثیت دین کے تسلیم کرتا ہے۔

اُمتِ مسلمہ کے خلاف صلیبیوں اور ملتِ کفریہ کی یہ روز بروز بڑھتی ہوئی جارحانہ کاروائیاں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ یہ دراصل کفر اور اسلام کی جنگ ہے اور اسلام کو دنیا کے نقشہ سے مٹانے کے منصوبہ کو پروان چڑھایا جارہا ہے۔

www.KitaboSunnat.com